فتاویٰ اہلسنّت

(قسط 9)

احکامِ روزہ و اعتکاف

پیشکش:

مجلسِ اِفتاء (دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دار الافتاء اہلسنّت سے جاری ہونے والے فتاوی پر عوام الناس کا اعتماد دن بدن بڑھتا جا رہا ہے جس کی وجہ مجلسِ افتاء کی شکل میں منظم و مربوط طریقہ سے کام کرنے والی ایک مجلس کا وجود ہے جس میں مفتیانِ کرام اور نائب مفتیانِ کرام وقتاً فوقتاً اہم اور پیچیدہ مسائل کو باہمی مشاورت سے حل کرتے ہیں بالخصوص اختلافی مسائل میں انتہائی تحقیق و تنقیح کے ساتھ باہم گفت و شنید کے بعد حتی الامکان اتفاقی صورت میں ایک ہی موقف جاری کرنے کی کوشش کی جاتی ہے دیگر اربابِ افتاء سے بھی مشاورت کی جاتی ہے اور ان کی تحریری آراء بھی حاصل کی جاتی ہیں اگر معمولی اختلاف سامنے آئے تو باہم مشورہ بلا کر اتفاق کی کوشش کی جاتی ہے۔

یاد رہے کہ صرف ایک ہی دار الافتاء اہلسنّت نہیں ہے بلکہ مصطفیٰ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے صدقے میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی عطا سے اس کی اب تک گیارہ شاخیں قائم ہو چکی ہیں اور ہر ماہ تقریباً 700 تحریری فتاویٰ جاری ہونے کے ساتھ ساتھ زبانی جوابات (بالمشافہ، واٹس اپ اور فون) کو ملا کر ہزاروں کی تعداد میں فتاویٰ جاری ہوتے ہیں الغرض شرعی رہنمائی کا ایک بہت بڑا نظام ہے جو روز بروز ترقیوں پر ہے، ڈیٹا بیس سوفٹ ویئر پر اب تک 35000 سے زائد فتاویٰ کا ریکارڈ محفوظ

ہو چکا ہے اب عوام الناس کے لئے اس کی اشاعت کے مختلف طریقوں پر غور و خوض جاری ہے فتاوی اہلسنّت کتاب الزکوٰۃ جو کہ تقریباً400 فتاویٰ پر مشتمل ہے شائع ہو چکی ہے کتاب الطہارت اور کتاب الصلوٰۃ پر کام جاری ہے علاوہ ازیں بعض اہم فتاویٰ پر مشتمل مختصر رسائل کی 8 قسطیں شائع ہو چکی ہیں اب یہ نویں قسط شائع ہونے جارہی ہے جو کہ روزے اور اعتکاف سے متعلق چند اہم مسائل پر مشتمل ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امیدِ واثق ہے کہ اسے بھی قبولِ عام نصیب ہو گا اور عوامِ اہلسنّت رمضان سے مناسبت رکھنے والے ان مسائل سے بھرپور فائدہ حاصل کر سکے گی لہٰذا خود بھی خرید کر پڑھیں اور زیادہ تعداد میں خرید کر تقسیم بھی کریں اللہ تعالیٰ میرے پیر و مرشد امیرِ اہلسنّت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا سایہ تادیر قائم و دائم رکھے کہ ان کے لگائے ہوئے گلشن کو تا قیامِ قیامت شاد و آباد رکھے ان کے علمِ نافع اور عملِ صالح میں خوب برکتیں عطا فرمائے اور ہمیں ان کے فیض سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کو نظرِ بد اور حاسدوں کے حسد سے محفوظ فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم

عَبْدُہُ الْمُذْنِب فُضَیل رَضَا العَطَّارِی عَفَا عَنْہُ البَارِی

تاریخ: 28 مئی 2016 بمطابق 20 شعبان المعظم 1437ھ

روزے میں زیادہ سونا

حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَالِی کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں: ”روزہ دار کے لئے سنت یہ ہے کہ دِن کے وَقت زیادہ دیر نہ سوئے بلکہ جاگتا رہے تاکہ بھوک اور ضُعف (یعنی کمزوری) کا اثر محسوس ہو۔“ (کیمیائے سعادت، کتاب ارکانِ مسلمانی، اصل ششم، ۲۱۶/۱)

(اگرچہ افضل کم سونا ہی ہے پھر بھی اگر ضروری عبادات کے علاوہ کوئی شخص سویا رہے تو گنہگار نہ ہو گا)

(فیضانِ رمضان، ص۹۶)

روزے کے اہم مسائل

نوکری کی وجہ سے رمضان کا فرض روزہ چھوڑنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عمرو ایک صحت مند آدمی ہے وہ رمضانُ المبارک کے روزے نہیں رکھتا اور کہتا ہے کہ میرا عذر ہے اور عذر یہ ہے کہ میں روزہ رکھ کر مزدوری نہیں کر سکتا، وہ شخص سرِ عام کھاتا پیتا ہے اُسے منع کیا جائے تو کہتا ہے کہ میں جانوں اور میرا رب جانے بخشنا تو اللہ نے ہے۔ شریعت میں ایسے بندے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

سائل: حافظ محمد عمیر (افشاں پارک، مرکز الاولیاء، لاہور)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

اگر صورتِ حال واقعی ہے تو عمرو فاسق و فاجر اور مرتکبِ حرام ہے کیونکہ روزہ اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے بلاوجہِ شرعی اس کو ترک کرنا ناجائز و گناہ ہے، **اور یہ کوئی عذر نہیں کہ میں نے روزی کمانی ہوتی ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ روزہ رکھ کر کام کیا جائے اور اگر کام کی وجہ سے روزہ رکھنے میں دشواری آتی ہے تو کام کی مقدار کم کر لینی چاہئے نہ کہ روزہ چھوڑ دیا جائے۔** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَیۡكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَۙ﴿۱۸۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔

(پ۲، البقرۃ: ۱۸۳)

رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ”بینا انا نائم اذ اتانی رجلان، فأخذا بضبعی، فأتیا بی جبلاً وعراً، فقالا: اصعد، فقلتُ: انّی لا اطیقه، فقالا: انّا سنسهله لك، فصعدتُ حتّی اذا کنتُ فی سواء الجبل اذا بأصوات شدیدة، قلتُ: ما هذه الأصوات؟ قالوا: هذا عواء اهل النار، ثمّ انطلق بی فاذا انا بقوم معلّقین بعراقیبهم، مشقّقة أشداقهم، تسیل أشداقهم دماً قال: قلتُ: من هؤلاء؟ قال: هؤلاء الذین یفطرون قبل تحلّة صومهم“ یعنی میں سو رہا تھا اچانک میرے پاس دو شخص آئے، انہوں نے مجھے میرے بازو سے تھاما اور ایک دشوار گزار پہاڑ کے پاس لے آئے اور بولے: اوپر تشریف لے چلیں۔ میں نے کہا: میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ بولے: ہم اسے آپ کے لئے آسان کر دیں گے۔ لہٰذا میں اوپر چڑھنے لگا یہاں تک کہ جب میں پہاڑ کے برابر ہوا تو بہت ہولناک آوازیں آنے لگیں، میں نے پوچھا: یہ آوازیں کیسی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ جہنمیوں کے چیخنے کی آوازیں ہیں۔ پھر وہ مجھے لے کر ایسے لوگوں کے پاس آئے جو اپنی کونچوں کے ساتھ لٹکے ہوئے تھے، ان کے جبڑوں کو چیرا ہوا تھا اور ان سے خون بہہ رہا تھا، میں نے پوچھا: یہ لوگ کون ہیں؟ جواب ملا: یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ افطار کرنے کا جائز وقت ہونے سے پہلے ہی روزہ افطار کر لیتے تھے۔[1]

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ”چوں پیش از وقتِ افطار را ایں عذاب ست اصلاً روزہ نہ داشتن را خود قیاس کن کہ چنداں باشد وَالْعِیَاذُ بِاللہ“ یعنی جب قبل از وقت روزہ افطار کرنے پر یہ عذاب ہے تو

1 ... صحیح ابن خزیمة، کتاب الصیام، باب ذکر تعلیق المفطرین... الخ، ۳/۲۳۷، حدیث: ۱۹۸۶.

خود سوچیے بالکل روزہ نہ رکھنے پر کتنا عذاب ہو گا۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہ [1]

دُرِّمختار میں ہے: "لا یجوز أن یعمل عملاً یصل به الی الضعف" یعنی روزہ دار کے لئے ایسا کوئی کام کرنا جائز نہیں جس کی وجہ سے اسے کمزوری ہو۔" [2]

فتاویٰ رضویہ میں ہے: "اگر دھوپ میں کام کرنے کے ساتھ روزہ ہو سکے اور آدمی مقیم ہو مسافر نہ ہو تو روزہ فرض ہے اور اگر نہ ہو سکے روزہ رکھنے سے بیمار پڑ جائے، ضررِ قوی پہنچے، **تو مقیم غیرِ مسافر کو ایسا کام کرنا حرام ہے۔**" [3]

اور رمضان کے دنوں میں عمرو کا سرِ عام کھانا پینا ماہِ رمضان کی توہین ہے، اگر سلطنت کی طرف سے اسلامی احکام جاری ہوتے تو ایسے آدمی کے خلاف سخت کاروائی کرتی۔

عمرو کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ بخش دے گا تو اس حوالے سے عرض ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ غَفُوْرُ الرَّحِیْم ہے وہیں جبّار وقہّار بھی ہے ہم مسلمان ہیں ہمیں حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بخشش کی امید بھی رکھیں اور اس کی پکڑ سے ڈریں اور اسکے ساتھ اسکے احکام پر بھی عمل کریں۔ لہٰذا عمرو اپنے اس فعل سے توبہ کرے اور جتنے روزے چھوٹے ہیں ان کی قضا کرے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

محمدھاشم خان العطاری المدنی

21 جمادی الثانی 1436ھ 11 اپریل 2015ء

---

1 ... **فتاوی رضویہ، کتاب الصوم، ١٠/٣٤١.**

2 ... درمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم ومالا یفسدہ، ٣/٤٦٠.

3 ... **فتاویٰ رضویہ، کتاب الذبائح، ٢٠/٢٢٨.**

حاملہ عورت کیلئے روزہ کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی عورت حمل سے ہو اور آٹھواں یا نواں مہینہ چل رہا ہو تو ایسی عورت رمضان کے روزے چھوڑ سکتی ہے یا نہیں؟ سائل: عقیل احمد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

عورت کو حمل ہونے کی حالت میں اگر روزہ رکھنے سے اپنی یا بچہ کی جان پر نقصان پہنچنے کا صحیح اندیشہ ہو تو اس صورت میں وہ رمضان کا روزہ چھوڑ کر بعد میں قضا کر سکتی ہے ورنہ نہیں چھوڑ سکتی۔

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا صحیح اندیشہ ہے تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دائی اگرچہ رمضان میں دودھ پلانے کی نوکری کی ہو۔"[1]

واضح رہے کہ نقصان کا اندیشہ ہونے یا نہ ہونے کے لئے غالب گمان کا ہونا ضروری ہے محض وہم کا ہونا کافی نہیں۔ جیسا کہ صدر الشریعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "ان صورتوں میں غالب گمان کی قید ہے محض وہم ناکافی ہے۔ غالب گمان کی تین صورتیں ہیں: (1) اس کی ظاہر نشانی پائی جاتی ہے یا (2) اس شخص کا ذاتی تجربہ ہے یا

1 ... بہارِ شریعت، حصہ پنجم، سحری وافطاری کا بیان، ۱/۱۰۰۳.

(3) کسی مسلمان طبیب حاذِق مستور یعنی غیرِ فاسق نے اُسکی خبر دی ہو اور اگر نہ کوئی علامت ہو نہ تجربہ، نہ اس قسم کے طبیب نے اُسے بتایا بلکہ کسی کافر یا فاسق طبیب کے کہنے سے افطار کر لیا تو کفارہ لازم آئے گا۔ آج کل کے اکثر اطبّا اگر کافر نہیں تو فاسق ضرور ہیں اور نہ سہی تو حاذق طبیب فی زمانہ نایاب سے ہو رہے ہیں ان لوگوں کا کہنا کچھ قابلِ اعتبار نہیں نہ ان کے کہنے پر روزہ افطار کیا جائے ان طبیبوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بیماری میں روزہ کو منع کر دیتے ہیں اتنی بھی تمیز نہیں رکھتے کہ کس مرض میں روزہ مُضر ہے کس میں نہیں۔“ (1)

واضح رہے کہ آخر میں درج کی گئی بہارِ شریعت کی عبارت میں کفارہ دینے کا بیان اس صورت میں بیان ہوا ہے جب کسی نے روزہ رکھنے کے بعد بغیر عذرِ شرعی کے توڑ دیا ہو اگر سرے سے عذر کی بنا پر یا بغیر عذر کسی نے روزہ رکھا ہی نہ ہو تو صرف قضا ہوگی اور بغیر عذر کے نہ رکھا ہو تو ساتھ میں سچی توبہ بھی کرنا ہوگی۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کتبــــــــــــــہ

ابو محمد علی اصغر العطاری المدنی

01محرم الحرام1431ھ19دسمبر2009ء

خون دینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ روزے کی حالت میں خون دینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

1 ... بہارِ شریعت، حصہ پنجم، سحری وافطاری کا بیان، ۱/ ۱۰۰۳-۱۰۰۴.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

ضرورت کے موقع پر خون دینا جائز ہے مثلاً ایسا مریض جس کو اگر خون نہ دیا گیا تو وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا تو ایسی صورت میں خون دینا جائز ہے اور اسی طرح کسی قسم کی ضرورت کے لیے روزہ دار کے جسم سے خون نکالنا بلا کراہت جائز ہے اور اس عمل سے روزہ نہیں جائے گا مگر اتنی مقدار میں خون نکالنا جو کہ کمزوری کا باعث ہو مکروہ ہے۔ اسکی نظیر سینگی لگوانا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "ولا بأس بالحجامة ان امن علی نفسه الضعف، امّا اذا خاف فانّه یکره و ینبغی له ان یؤخّر الی وقت الغروب و ذکر شیخ الاسلام شرط الکراهة ضعف یحتاج فیه الی الفطر و الفصد نظیر الحجامة هکذا فی المحیط۔" یعنی اگر کمزوری کا خوف نہ ہو تو سینگی لگوانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر کمزوری کا خوف ہو تو مکروہ ہے اسکو چاہیے کہ اسے غروبِ آفتاب تک مؤخر کر دے۔ شیخ الاسلام نے ذکر فرمایا کہ کراہت کی شرط ایسی کمزوری ہے کہ جس کی وجہ سے روزہ توڑنے کی حاجت پیش آجائے اور فصد کھلوانا سینگی لگوانے کے مثل ہی ہے، اسی طرح محیط میں ہے۔[1]

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کتبــــــــــــہ

عَبۡدُہُ الۡمُذۡنِبۡ فُضَیۡل رَضَا العَطَّارِی عَفَا عَنۡہُ الۡبَارِی

01 شعبان المعظم 1431ھ 14 جولائی 2010ء

---

1 ... فتاوی هندیة، کتاب الصوم، الباب الثالث فیما یکره للصائم وما لا یکره، ۱/۱۹۹-۲۰۰.

کیا انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ شوگر کے مریض انسولین کا انجکشن استعمال کرتے ہیں جو کہ رگ کے بجائے گوشت میں لگایا جاتا ہے تو شوگر والے روزے کی حالت میں انسولین لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ اس سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

سائل: محمد عدنان عطاری (برکت پورہ، مرکز الاولیاء، لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

حالتِ روزہ میں انسولین کا انجکشن لگانا جائز ہے، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ عمومی طور پر انجکشن کی سوئی جوف (معدہ یا معدہ تک جانے والے راستوں کے اندرونی حصے) یا دماغ تک نہیں پہنچائی جاتی اور جوف تک جانے کا کوئی عارضی راستہ بھی نہیں بنتا کہ جس کے ذریعے دوائی جوف تک پہنچ سکے لہٰذا یہ انجکشن روزہ ٹوٹنے کا سبب نہیں۔ مسامات کے ذریعے کسی چیز کا داخل ہونا ویسے ہی روزے کے منافی نہیں جیسا کہ جسم پر تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کہ تیل اگرچہ جسم کے اندر جاتا ہے لیکن مسامات کے ذریعے اور یہ روزے کے خلاف نہیں۔

شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیِ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا محمد مصطفی رضا نوری (متوفی 1402ھ) رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ لکھتے ہیں: "فی الواقع انجکشن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ انجکشن سے دوا جوف میں نہیں جاتی، انجکشن ایسا ہی ہے جیسے سانپ کاٹے،

بچھو کاٹے، جیسے ان کے دانت یا ڈنک جوف میں نہیں جاتے اور روزہ فاسد نہیں ہوتا یوں ہی انجکشن۔" (1)

فقیہِ اعظم مفتی نور اللہ نعیمی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ لکھتے ہیں "اگر کوئی ٹیکہ جوف میں کیا جائے یعنی سوئی جوف تک پہنچا کر دوائی جوف میں ڈالی جائے تو ایسا ٹیکہ ضرور مُفسدِ صوم ہو گا، ..... یونہی جوف تک پہنچنے والے کسی اصلی راستے (حلق، کان، ناک، مَبرَز، مَبالُ المراۃ) کے اندرونی حصہ میں یا دماغ میں حسبِ دستور سوئی کے خود ساختہ راستہ سے دوائی پہنچانا بھی مفسد ہے کیونکہ دماغ اور اصلی راستوں کے اندرونی حصے بھی جوف ہی کے حکم میں ہیں، اس لئے کہ ان راستوں کے خلاء، خلاءِ پیٹ سے ملے ہوئے ہیں اور دماغ و جوف کے مابین بھی چونکہ قدرتی راستہ ہے تو جو چیز دماغ میں پہنچے وہ جوف میں پہنچ جاتی ہے لہٰذا دماغ اور اصلی راستوں کے اندرونی حصے جوف کے کونوں کی طرح ہیں ..... ایسے عام ٹیکے جن میں دوائی جوف و دماغ تک بذریعہ سوئی نہیں جاتی بلکہ سوئی رہتی ہی جوف سے بالائی یا زیریں حصوں میں ہے روزہ فاسد نہیں کرتے کَمَا مَرَّ اَوَّلاً ایضاً کہ اس صورت میں تو جوف و دماغ تک عارضی راستہ بنتا ہی نہیں تو دوائی پہنچنے کا کوئی احتمال ہی نہیں۔" (2)

فتاوی فیض الرسول میں ہے: "تحقیق یہ ہے کہ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا چاہے رگ میں لگایا جائے چاہے گوشت میں۔" (3)

1... فتاوی مفتی اعظم، کتاب الصوم، ۳/۳۰۲.

2... فتاوی نوریہ، کتاب الصیام، رسالہ: روزہ وٹیکہ، ۲/۲۱۹-۲۲۳، ملتقطاً.

3... فتاوی فیض الرسول، کتاب الصوم، ۱/۵۱۶.

فتح القدیر میں ہے: "والمفطر الداخل من المنافذ کالمدخل والمخرج لا من المسام "یعنی روزہ وہ چیز توڑتی ہے جو کسی منفذ کے راستے جسم میں داخل ہو جیسے مَدخل (یعنی منہ، ناک وغیرہ) ومَخرج (یعنی پاخانے کا مقام وغیرہ)۔ مسام کے ذریعے داخل ہونے والی چیز روزہ نہیں توڑتی۔[1]

علامہ ابنِ نُجیم رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ لکھتے ہیں: "والداخل من المسام لا من المسالك فلا ینافیه کما لو اغتسل بالماء البارد ووجد بردہ فی کبدہ "یعنی جو چیز مسام کے ذریعے داخل ہو راستوں کے ذریعے داخل نہ ہو تو وہ روزہ کے منافی نہیں جیسے اگر ٹھنڈے پانی سے نہایا اور اس کی ٹھنڈک اپنے جگر میں محسوس کی (تو روزہ نہیں ٹوٹے گا)۔[2]

فتاویٰ عالمگیری میں شرح المجمع کے حوالے سے ہے: "وما یدخل من مسام البدن من الدهن لا یفطر "یعنی جو تیل بدن کے مسام کے ذریعے جسم میں داخل ہو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔[3]

وَاللهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

الجواب صحیح
محمد ھاشم خان العطاری المدنی

کتبــــــــــــہ
المتخصص فی الفقہ الاسلامی
محمد ساجد عطاری

29 رمضان المبارک 1436ھ 17 جولائی 2015ء

1... فتح القدیر، کتاب الصوم، باب ما یوجب القضاء والکفارۃ، ۲/۲۵۷.
2... بحر الرائق، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ۳/۴۷۶.
3... فتاوی ھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ۱/۲۰۳.

حالتِ روزہ میں ٹوتھ پیسٹ کرنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کرنا کیسا ہے؟ سائل: محمد دانیال رضا (ڈڈیال، کشمیر)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کرنا اگرچہ ناجائز و حرام نہیں مگر بلا ضرورتِ صحیحہ مکروہ ضرور ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت الشاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن (المتوفی 1340ھ) اسی طرح کے سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: "منجن ناجائز و حرام نہیں جبکہ اطمینانِ کافی ہو کہ اس کا کوئی جزو حلق میں نہ جائے گا، مگر بے ضرورتِ صحیحہ کراہت ضرور ہے۔ درِّ مختار میں ہے: "کرہ لہ ذوق شیء... الخ" یعنی روزہ دار کو کسی چیز کا چکھنا مکروہ ہے۔" (1)

چونکہ ٹوتھ پیسٹ میں زیادہ امکان ہے کہ کوئی جزو اندر چلا جائے اس لیے روزہ کی حالت میں اس سے ضرور احتراز کیا جائے۔

سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت الشاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: "روزہ میں منجن مَلنا نہ چاہیے۔" (2)

1... فتاوی رضویہ، مکروہاتِ صوم، ۱۰/۵۵۱.

2... فتاوی رضویہ، کتاب الصوم، ۱۰/۵۱۱.

وَاللہُ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کتبہ

ابو الصالح محمد قاسم القادری

21صفر المظفر 1435ھ 25دسمبر 2013ء

روزہ میں جھاگ والی مسواک کا استعمال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا روزہ میں جھاگ والی مسواک کر سکتے ہیں یا نہیں؟ سائل: جاوید (عثمان آباد، باب المدینہ کراچی)

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

روزہ کی حالت میں ہر قسم کی مسواک کر سکتے ہیں اس کے کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا بلکہ جس طرح عام دنوں میں مسواک کرنا سنت ہے اسی طرح روزہ کی حالت میں بھی سنت ہے ہاں البتہ یہ بات یاد رہے کہ اگر روزہ دار ہونا یاد ہو اور چبانے سے ریشے ٹوٹے یا ذائقہ محسوس ہو تو چبانے سے بچنا چاہیے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”ولا بأس بالسواك الرطب واليابس في الغداة والعشي“ یعنی روزہ کی حالت میں مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں خواہ مسواک خشک ہو یا تر اور خواہ صبح کی جائے یا شام کو۔ [1]

یوہیں صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی صاحب رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں:

1 ...فتاوی هندية، كتاب الصوم، الباب الثالث فيما يكره للصائم وما لايكره، ١/١٩٩.

"روزہ میں مسواک خشک ہو یا تر اگرچہ پانی سے تر کی ہو زوال سے پہلے کرے یا بعد کسی وقت مکروہ نہیں۔ اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ دوپہر بعد روزہ دار کیلئے مسواک کرنا مکروہ ہے یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔" (1)

سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ارشاد فرماتے ہیں:

"مسواک کرنا سنت ہے ہر وقت کر سکتا ہے اگرچہ تیسرے پہر یا عصر کو، چبانے سے لکڑی کے ریزے چھوٹیں یا مزہ محسوس ہو تو نہ چاہئے۔" (2)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

الجواب صحیح	کتبـــــــــــــــہ
عَبْدُہُ الْمُذْنِب فُضَیل رَضَا العَطَّارِی عَفَا عَنْہُ الْبَارِی	المتخصص فی الفقہ الاسلامی ابو عبداللہ محمد سعید العطاری المدنی

11 رمضان المبارک 1435ھ 10 جولائی 2014ء

روزہ کی حالت میں درد کم کرنے والی پٹی باندھنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میری والدہ بیمار ہیں، ان کو جب جسم میں درد ہوتا ہے تو علاج کے طور پر ان کی کلائی پر ایک پٹی باندھی جاتی ہے جس کی وجہ سے درد میں کمی واقع ہو جاتی ہے، اس پٹی میں ایسی دوائی لگی ہوتی ہے جو مساموں کے ذریعے جسم میں جاتی ہے اور درد کو آرام پہنچاتی ہے، آپ شریعت کی روشنی میں ارشاد فرمائیں کہ روزے کی حالت میں اس پٹی کو استعمال کرنا

1... بہارِ شریعت، حصہ پنجم، روزہ کے مکروہات کا بیان، ۱/۹۹۷، ملتقطاً۔

2... فتاویٰ رضویہ، کتاب الصوم، ۱۰/۵۱۱۔

جائز ہے یا نہیں؟ اس کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

سائل: محمد غضنفر (راولپنڈی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

صورتِ مسئولہ میں یہ پٹی باندھنے کی وجہ سے روزے میں کوئی فرق نہیں پڑے گا، یعنی روزے کی حالت میں ایسی پٹی باندھنا جائز ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، اگرچہ اس کی وجہ سے مساموں کے ذریعے دوائی جسم میں داخل ہو جائے، اس بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ جماع اور اس کے ملحقات کے علاوہ کھانے پینے والی چیزوں میں روزہ کو توڑنے والی صرف وہ دوا اور غذا ہے جو مسامات سے نہیں بلکہ کسی منفذ یا زخم سے دماغ یا پیٹ تک پہنچے۔ اسی لیے فقہا فرماتے ہیں کہ اس دوائی سے روزہ ٹوٹتا ہے جو کسی منفذ یا زخم سے معدے یا دماغ تک پہنچے، جو معدے یا دماغ تک منفذ یا زخم کے ذریعہ نہ پہنچے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

درِّ مختار میں روزے کو توڑنے والی چیزوں کے بیان میں ہے: ”(داوی جائفة او آمّة) فوصل الدواء حقیقة الی جوفه و دماغه۔“ یعنی اگر پیٹ کے زخم پر دوائی لگائی یا سر کے زخم پر دوائی لگائی اور وہ دوائی حقیقۃً اس کے پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔[1]

درِّ مختار میں روزہ توڑنے کے بارے میں ضابطہ ہے کہ: ”والضابط وصول ما فیه

1... درمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ۳/۴۳۲.

صلاح بدنہ لجوفہ۔" یعنی روزہ ٹوٹنے کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ جس چیز میں بدن کی صلاح ہو اس کا روزہ دار کے پیٹ میں پہنچنا۔

ردّالمحتار میں نہر الفائق کے حوالے سے ہے: "والذی ذکرہ المحقّقون انّ معنی الفطر وصول ما فیہ صلاح البدن الی الجوف اعمّ من کونہ غذاء او دواء یقابل القول الاوّل، ھذا ھو المناسب فی تحقیق محلّ الخلاف۔" یعنی وہ جو کہ محققین نے بیان کیا ہے کہ روزہ ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز میں بدن کی صلاح ہو اس کا پیٹ میں پہنچ جانا یہ عام ہے چاہے وہ غذا ہو یا دوا ہو۔ یہ قول پہلے قول کے مقابل ہے یہی قول محلِ خلاف کی تحقیق میں مناسب ہے۔ (1)

درِّ مختار میں روزہ نہ توڑنے والی چیزوں کے بیان میں ہے: "(او ادّھن او اکتحل او احتجم) و ان وجد طعمہ فی حلقہ۔" یعنی اگر روزہ دار نے سر میں تیل لگایا یا سرمہ لگایا یا پچھنے لگوائے اگرچہ تیل اور سرمہ کا ذائقہ اس نے حلق میں پایا ہو یعنی اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

"وان وجد طعمہ فی حلقہ" کے تحت ردّالمحتار میں نہر الفائق کے حوالے سے ہے: "لأنّ الموجود فی حلقہ اثر داخل من المسام الذی ھو خلل البدن، والمفطر انّما ھو الداخل من المنافذ للاتّفاق علی انّ من اغتسل فی ماء فوجد بردہ فی باطنہ انہ لا یفطر۔" یعنی حلق میں جو ذائقہ پایا گیا ہے وہ مسام کے ذریعے داخل ہونے والا اثر ہے جو کہ خللِ بدن ہے اور روزہ کو توڑنے والی وہ چیز ہے جو منافذ کے ذریعے معدے تک

1 ... درمختار وردالمحتار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ۳/۴۴۳.

پہنچے اس بات پر اتفاق ہونے کی وجہ سے کہ جس شخص نے پانی میں غسل کیا اور اس کی ٹھنڈک اپنے باطن میں محسوس کی تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹا۔ [1]

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

الجواب صحیح	کتبـــــــــــــــــــــــہ
ابو الصالح محمد قاسم القادری	المتخصص فی الفقہ الاسلامی
	عبدہ المذنب محمد نوید چشتی عفی عنہ
	06رمضان المبارک1435ھ05جولائی2014ء

ناک میں اسپرے کرنے سے روزہ فاسد ہو گا یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ پچھلے ماہِ رمضان میں میں نے بیماری کی حالت میں دورانِ روزہ ناک میں اسپرے کیا تھا تو کیا وہ روزہ ٹوٹ گیا یا نہیں اور اس بارے میں مجھ پر کیا حکم ہے کیا وہ روزہ دوبارہ رکھنا ہو گا؟

سائل: جابر خان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

وہ روزہ ٹوٹ گیا آپ پر اس کی قضا یعنی اس روزہ کے بدلے میں ایک اور روزہ رکھنا لازم ہو گا۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”ان استنشق فدخل الماء جوفہ ان کان ذاکراً لصومہ فسد صومہ وعلیہ القضاء“ یعنی اگر کسی شخص نے ناک میں پانی چڑھایا اور پانی جوف

1 ... درمختار ورد المحتار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ۳/۴۲۱.

تک پہنچ گیا اور اسے اپنا روزہ دار ہونا یاد بھی ہے تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا اور اس پر اس روزہ کی قضاء لازم ہوگی۔"(1)

مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں: "ناک میں پانی چڑھایا اور دماغ کو چڑھ گیا روزہ جاتا رہا مگر جب کہ روزہ ہونا بھول گیا ہو تو نہ ٹوٹے گا اگرچہ قصداً ہو۔"(2)

اور بہارِ شریعت میں ہے: "ناک سے دوا چڑھائی ..... ان سب صورتوں میں صرف قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔"(3)

وَاللہُ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کتبــــــــــــــہ

عَبْدُہُ الْمُذْنِبْ فُضَیل رَضَا الْعَطَّارِی عَفَا عَنْہُ الْبَارِی

16 ذوالحجۃ الحرام 1431ھ 23 نومبر 2010ء

حالتِ روزہ میں انہیلر کا استعمال کرنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا روزے کی حالت میں اِنہیلر (Inhaler) لے سکتے ہیں؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

1... فتاوی ھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد ومالا یفسد، ۱/ ۲۰۲.

2... بہارِ شریعت، حصہ پنجم، روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان، ۱/ ۹۸۷.

3... بہارِ شریعت، حصہ پنجم، روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان، ۱/ ۹۸۹، ملتقطاً.

انہیلر کے ذریعے سے سانس لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ یہ بات مشاہدے سے ثابت ہے کہ اِنہیلر میں موجود مادہ مائع کی صورت (Liquid Form) میں ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کا وہی حکم ہے جو قصداً دھواں سونگھنے کا ہے۔

جیسا کہ علامہ علاؤ الدین الحصکفی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "لو ادخل حلقه الدخان افطر ای دخان کان و لوعوداً او عنبراً لو ذاکراً لامکان التحرز عنه۔" یعنی اگر کسی نے اپنے حلق میں دھواں داخل کیا جبکہ روزہ یاد بھی تھا، خواہ دھواں عود کا ہو یا عنبر کا، روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس سے بچنا ممکن ہے۔ [1]

وَاللہُ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کتبــــــــــه

اَبُوالصَّالِح مُحَمَّد قَاسِم اَلقَادِرِی

24 رمضان المبارک 1427ھ 18 اکتوبر 2006ء

دورانِ سفر سحر واِفطار کس ملک کے اعتبار سے کیا جائے گا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہم رمضان میں جرمنی سے پاکستان جائیں گے اور ہم جرمنی سے روزہ رکھ کر پاکستان کا سفر کریں گے راستے میں کویت میں ہمارا پانچ گھنٹے کا قیام ہے اور وہاں پر روزہ افطار کا ٹائم ہو جائے گا جب کہ اس وقت جرمنی میں نہیں ہو گا تو کیا ہم کویت کے ٹائم پر روزہ افطار کر لیں یا جرمنی کے ٹائم پر ہمیں روزہ افطار کرنا ہو گا؟ سائلہ: روزروبی

---

1 ... درمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ۳/۴۲۱.

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

دورانِ سفر آپ کویت کے ٹائم پر ہی روزہ افطار کریں گی۔ کویت میں ہوتے ہوئے جرمنی کے افطار کے ٹائم کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ جو جہاں ہو وہیں کے اوقات کے مطابق نماز اور سحر وافطار کرے گا۔

وَاللّٰهُ اَعۡلَم عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُه اَعۡلَم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

کتبــــــــــــــــــــــــــه

ابو محمد علی اصغر العطاری المدنی

09رمضان المبارک1434ھ19جولائی 2013ء

فدیہ ادا کرنے کی اجازت کس شخص کو ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص شوگر، بلڈ پریشر اور گردے کا مریض ہے روزہ نہیں رکھ سکتا اس کیلئے کیا حکم ہے؟ اسکے ایک روزے کا فدیہ کیا ہوگا اور پورے رمضان کے روزوں کے فدیہ کی کتنی رقم بنتی ہے؟ سائل: منیر بخش (لائنز ایریا، باب المدینہ کراچی)

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

اَلۡجَوَاب بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

روزہ کی بجائے اس کا فدیہ ادا کرنے کا حکم شیخِ فانی کیلئے ہے، مریض کیلئے نہیں۔ شیخِ فانی وہ شخص ہے کہ جو بڑھاپے کے سبب اتنا کمزور ہو چکا ہو کہ حقیقتاً روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو، نہ سردی میں نہ گرمی میں، نہ لگاتار نہ متفرق طور پر اور نہ ہی آئندہ زمانے

میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو۔

چنانچہ نقایہ میں ہے: "وشیخ فان عجزعن الصوم افطر" یعنی بوڑھا شخص جو کہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو وہ روزہ نہیں رکھے گا۔

شرح نقایہ میں ہے: "(شیخ فانٍ) سُمّی بہ لقربہ الی الفناء او لانّہ فنیتْ قوّتہ" یعنی شیخِ فانی کو فانی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ فناء کے بہت قریب ہوتا ہے یا اس لئے کہ اس کی قوت ختم ہو چکی ہوتی ہے۔[1]

کسی بیماری میں مبتلا ہونا بھی روزے چھوڑنے کا عذر نہیں بہت سے شوگر و گردے کے مرض والے بھی روزہ رکھتے ہیں، ہاں البتہ مرض اتنا شدید ہے کہ روزہ رکھنا اس کیلئے ضرر کا باعث ہے تو تا حصولِ صحت اسے روزہ قضا کرنے کی اجازت ہے اور اس کے بدلے اگر مسکین کو کھانا دے تو مستحب ہے تاہم یہ کھانا اس کے روزے کا بدلہ نہیں ہوگا بلکہ صحت پر ان روزوں کی قضا لازم ہے۔ ہاں البتہ اگر اسی مرض ہی کی حالت میں بڑھاپے کی عمر میں پہنچ گیا اور اس بڑھاپے کی وجہ سے فی الحال یا آئندہ روزہ رکھنے کی استطاعت نہ رہے تو ایسا شخص شیخِ فانی ہے، اب اس صورت میں قضا شدہ روزوں کا فدیہ ادا کرے اور ہر ایک روزہ کا فدیہ صدقۂ فطر کی مقدار کے برابر ہے اور ایک صدقۂ فطر کی مقدار تقریباً 1920 گرام (یعنی دو کلو میں اَسّی گرام کم) گندم، آٹا یا اس کی رقم ہے۔ اور اگر شیخِ فانی کی تعریف میں داخل نہ ہوا تو ورثاء کو قضاء شدہ روزوں کے بدلے میں فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرے۔

1... فتح باب العنایۃ بشرح النقایۃ، کتاب الصوم، فصل فیما یفسد الصوم وفیما لا یفسدہ، ۱/۵۸۲۔

چنانچہ سیدی اعلیٰ حضرت مجدّدِ دین وملت فتاوی رضویہ شریف میں فرماتے ہیں:

"بعض جاہلوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ روزہ کا فدیہ ہر شخص کیلئے جائز ہے جبکہ روزے میں اسے کچھ تکلیف ہو، ایسا ہر گز نہیں، فدیہ صرف شیخِ فانی کیلئے رکھا ہے جو بہ سبب پیرانہ سالی حقیقۃً روزہ کی قدرت نہ رکھتا ہو، نہ آئندہ طاقت کی امید کہ عمر جتنی بڑھے گی ضعف بڑھے گا اُس کیلئے فدیہ کا حکم ہے اور جو شخص روزہ خود رکھ سکتا ہو اور ایسا مریض نہیں جس کے مرض کو روزہ مضر ہو، اس پر خود روزہ رکھنا فرض ہے اگرچہ تکلیف ہو، بھوک پیاس گرمی خشکی کی تکلیف تو گویا لازمِ روزہ ہے اور اسی حکمت کیلئے روزہ کا حکم فرمایا گیا ہے، اس کے ڈر سے اگر روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہو تو مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ روزے کا حکم ہی بیکار و معطل ہو جائے۔"[1]

ایک اور جگہ فرماتے ہیں: "جس جوان یا بوڑھے کو کسی بیماری کے سبب ایسا ضعف ہو کہ روزہ نہیں رکھ سکتے انہیں بھی کفارہ دینے کی اجازت نہیں بلکہ بیماری جانے کا انتظار کریں، اگر قبلِ شفا موت آجائے تو اس وقت کفارہ کی وصیت کر دیں، غرض یہ ہے کہ کفارہ اس وقت ہے کہ روزہ نہ گرمی میں رکھ سکیں نہ جاڑے میں، نہ لگاتار نہ متفرق اور جس عذر کے سبب طاقت نہ ہو اس عذر کے جانے کی امید نہ ہو، جیسے وہ بوڑھا کہ بڑھاپے نے اُسے ایسا ضعیف کر دیا کہ روزے متفرق کر کے جاڑے میں بھی نہیں رکھ سکتا تو بڑھاپا تو جانے کی چیز نہیں ایسے شخص کو کفارہ کا حکم ہے"[2]

1... فتاوی رضویہ، باب الفدیۃ، ۱۰/۵۲۱.

2... فتاوی رضویہ، باب الفدیۃ، ۱۰/۵۴۷، ملتقطاً.

ایسے مریض کیلئے فدیہ مستحب ہونے کی صورت بیان کرتے ہوئے امامِ اہلسنّت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”اگر واقعی کسی ایسے مرض میں مبتلا ہے جسے روزہ سے ضرر پہنچتا ہے تو تاحصولِ صحت اُسے روزہ قضا کرنے کی اجازت ہے اُس کے بدلے اگر مسکین کو کھانا دے تو مستحب ہے ثواب ہے جبکہ اُسے روزہ کا بدلہ نہ سمجھے اور سچے دل سے نیت رکھے کہ جب صحت پائے گا جتنے روزے قضا ہوئے ہیں ادا کرے گا۔“[1]

لہٰذا صورتِ مستفسرہ میں مذکورہ شخص کیلئے روزہ رکھنا اگر باعثِ ضرر نہیں اگرچہ صحت مند کے مقابلے میں تھوڑی مشقت زیادہ ہوتی ہو، تو ایسی صورت میں رمضان کے روزے رکھنا فرض اور چھوڑ دینے کی صورت میں شدید گناہ اور ان کی قضاء کرنا لازم ہو گا۔ اور اگر روزہ باعثِ ضرر ہے تو فی الحال روزے ترک کر کے بیماری چلے جانے کی صورت میں ان روزوں کو قضاء کرنا لازم ہو گا ان کے بدلے میں فدیہ دینے سے فدیہ ادا نہ ہو گا۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

الجواب صحیح	کتبـــــــــــــــه
عَبْدُهُ الْمُذْنِب فُضَیل رَضَا العطّاری عَفَاعَنْهُ الْبَارِی	محمد سجاد العطاری المدنی
	16 شعبان المعظم 1431ھ 29 جولائی 2010ء

1... فتاوی رضویہ، باب الفدیۃ، ۱۰/ ۵۲۱.

اعتکاف کے اہم مسائل

معتکف کا گرمی کی وجہ سے غسل کرنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اعتکاف کے دوران بغیر شرعی حاجت کے محض گرمی اور نفاست کے لئے نہانا کیسا ہے؟

سائل: محمد شبر عطاری (باغبانپورہ، مرکز الاولیاء، لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

معتکف کو مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں: ایک حاجتِ شرعی مثلاً جمعہ کے لئے جانا جبکہ اس مسجد میں جمعہ کا اہتمام نہ ہو۔ دوسری حاجتِ طبعی جو مسجد میں پوری نہ ہو سکتی ہو جیسے پاخانہ، پیشاب، استنجا، وضو اور غسلِ جنابت۔ اگر فنائے مسجد میں وضو وغسل کے لئے جگہ بنی ہو تو باہر جانے کی اب اجازت نہیں۔

بخاری شریف کی حدیثِ پاک ہے: "عن عائشة رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھا قالت: کان النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یباشرنی وأنا حائض وکان یخرج رأسه من المسجد وهو معتکف فأغسله وأنا حائض" یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے مروی ہے کہ وہ فرماتی ہیں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھ سے جسم مس کرتے تھے حالانکہ میں حائضہ ہوتی اور اپنا سر مبارک بحالتِ اعتکاف میری طرف نکال دیتے تو میں آپ کے سر کو دھو دیتی تھی حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔ [1]

1... بخاری، کتاب الاعتکاف، باب غسل المعتکف، ۱/۶۶۵، حدیث: ۲۰۳۰-۲۰۳۱۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دورانِ اعتکاف غسل کے لئے مسجد سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں اس لئے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صرف سر مبارک نکالتے تھے لہٰذا اگر معتکف اپنا سر دھونے کے لئے مسجد سے باہر نکال دے تو اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔

المبسوط میں ہے: "(ولا بأس بأن یخرج رأسه من المسجد إلی بعض أهله لیغسله) لما روی أنّ النبیّ صلّی اللہ علیه وسلم فی اعتکافه کان یخرج رأسه الی عائشة فکانت تغسله وترجله۔"(1)

اگر غسل خانہ فنائے مسجد میں ہے تو بغیر غسل واجب ہوئے گرمی وتروتازگی کے لئے مناسب طریقہ سے غسل کرسکتے ہیں۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "فنائے مسجد جو جگہ مسجد سے باہر اس سے ملحق ضروریاتِ مسجد کے لیے ہے مثلاً جوتا اتارنے کی جگہ اور غسل خانہ وغیرہ ان میں جانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا..... فنائے مسجد اس معاملہ میں حکمِ مسجد میں ہے۔"(2)

اگر غسل خانہ مسجد سے باہر ہے تو گرمی وتروتازگی کے لئے غسل کرنے جانے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

الجواب صحیح	کتبــــــــــــہ
ابو الصالح محمد قاسم القادری	المتخصص فی الفقه الاسلامی
	ابو احمد محمد انس رضا عطاری المدنی
	21 شعبان المعظم 1431ھ 03 اگست 2010ء

1... المبسوط، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ۲/۱۴۱، الجزء الثالث.

2... فتاوی امجدیہ، کتاب الصوم، ۱/۳۹۹، ملتقطاً.

عورت کا غسل کیلئے مسجدِ بیت سے نکلنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا عورت دورانِ اعتکاف شدید گرمی کے سبب جائے اعتکاف کے علاوہ باتھ روم میں غسل کرسکتی ہے؟

سائلہ: بنتِ لیاقت (جمشید روڈ نمبر 2، باب المدینہ کراچی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

مرد اصلِ مسجد (یعنی وہ جگہ جو نماز پڑھنے کے لئے خاص کرکے وقف ہوتی ہے) سے متصل وقف جگہ جو ضروریات و مصالحِ مسجد کے لئے وقف ہوتی ہے جسے فنائے مسجد کہا جاتا ہے اس میں بنے ہوئے غسل خانہ میں دورانِ اعتکاف بغیر ضرورت کے بھی غسل کرسکتا ہے فنائے مسجد میں جانے سے اس کا اعتکاف نہیں ٹوٹتا جبکہ عورت گھر میں متعیّن کردہ جگہ میں اعتکاف کرتی ہے، جو "مسجدِ بیت" کہلاتی ہے اور مسجدِ بیت میں فنا کا کوئی تصور نہیں ہوتا اس لئے عورت مسجدِ بیت سے باہر بلا ضرورت نہیں نکل سکتی، صورتِ مسئولہ میں عورت اگر فرض غسل کے علاوہ کسی غسل مثلاً گرمی کی وجہ سے ٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے نکلے گی تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں: "فِنائے مسجد جو جگہ مسجد سے باہر اس سے مُلحَق ضروریاتِ مسجد کیلئے ہے، مَثَلاً جوتا اتارنے کی جگہ اور غُسل خانہ وغیرہ اِن میں جانے سے اِعتِکاف نہیں ٹوٹے گا۔" مزید آگے فرماتے ہیں:

"فنائے مسجد اس مُعاملہ میں حکمِ مسجد میں ہے"۔[1]

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "جب وہ مدارس متعلّقِ مسجد، حدودِ مسجد کے اندر ہیں اُن میں اور مسجد میں راستہ فاصل نہیں صرف ایک فصیل سے صحنوں کا امتیاز کر دیا ہے تو ان میں جانا مسجد سے باہر جانا ہی نہیں یہاں تک کہ ایسی جگہ معتکف کو جانا جائز کہ وہ گویا مسجد ہی کا ایک قطعہ ہے۔ وھذا ماقال الامام الطحاوی انّ حجرۃ امّ المؤمنین من المسجد، فی ردّ المحتار عن البدائع لو صعد ای: المعتکف المنارۃ لم یفسد بلا خلاف لانّھا منہ لانّہ یمنع فیھا من کلّ ما یمنع فیہ من البول ونحوہ فاشبہ زاویۃ من زوایا المسجد۔ یعنی یہی بات امام طحاوی نے فرمائی کہ اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کا حجرہ مسجد کا حصہ ہے۔ ردالمحتار میں بدائع سے ہے اگر معتکف منارہ پر چڑھا تو بالاتفاق اس کا اعتکاف فاسد نہ ہو گا کیونکہ منارہ مسجد کا حصہ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس میں ہر وہ عمل مثلاً بول وغیرہ منع ہے جو مسجد میں منع ہے تو یہ مسجد کے دیگر گوشوں کی طرح ایک گوشہ ٹھہرا۔"[2]

علامہ علاؤ الدّین حصکفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تحریر فرماتے ہیں: "(الخروج الّا لحاجۃ الانسان) طبیعیّۃ کبول وغائط وغسل لو احتلم ولا یمکنہ الاغتسال فی المسجد کذا فی النھر۔" یعنی معتکف مسجد سے نہ نکلے مگر حاجتِ طبعیہ کی وجہ سے جیسے پیشاب، پاخانہ اور احتلام ہو تو غسل کیلئے جبکہ اُسے مسجد میں غسل کرنا ممکن نہ ہو۔ جیسا کہ نہر میں ہے۔[3]

1… فتاوی امجدیہ، کتاب الصوم، ۱/۳۹۹.

2… فتاوی رضویہ، باب الوتر والنوافل، ۷/۴۵۳.

3… درمختار، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ۳/۵۰۱.

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی قُدِّسَ سِرُّہٗ تحریر فرماتے ہیں: معتکف کو مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں:

ایک حاجتِ طبعی کہ مسجد میں پوری نہ ہوسکے جیسے پاخانہ، پیشاب، استنجا، وضو اور غسل کی ضرورت ہو تو غسل، مگر غسل و وضو میں یہ شرط ہے کہ مسجد میں نہ ہوسکیں یعنی کوئی ایسی چیز نہ ہو جس میں وضو و غسل کا پانی لے سکے اس طرح کہ مسجد میں پانی کی کوئی بوند نہ گرے کہ وضو و غسل کا پانی مسجد میں گرانا ناجائز ہے اور لگن وغیرہ موجود ہو کہ اس میں وضو اس طرح کر سکتا ہے کہ کوئی چھینٹ مسجد میں نہ گرے تو وضو کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں، نکلے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ یوہیں اگر مسجد میں وضو و غسل کے لیے جگہ بنی ہو یا حوض ہو تو باہر جانے کی اب اجازت نہیں۔

دوم حاجتِ شرعی مثلاً عید یا جمعہ کے لیے جانا یا اذان کہنے کے لیے منارہ پر جانا، جبکہ منارہ پر جانے کے لیے باہر ہی سے راستہ ہو اور اگر منارہ کا راستہ اندر سے ہو تو غیرِ مؤذن بھی منارہ پر جا سکتا ہے مؤذن کی تخصیص نہیں۔ (1)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کتبـــــــــــــــــــــہ

عَبْدُہُ الْمُذْنِب فُضَیل رَضَا الْعَطَّارِی عَفَا عَنْہُ الْبَارِی

06 شعبان المعظم 1437ھ / 14 مئی 2016ء

عورت کا گھر میں ہی مسجدِ بیت سے باہر کسی کام کیلئے جانا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اسلامی

1... بہارِ شریعت، حصہ پنجم، اعتکاف کا بیان، ۱/ ۱۰۲۳-۱۰۲۴۔

بہن گھر میں جس جگہ اعتکاف کر رہی ہو تو کیا اس جگہ سے باہر گھر کے کسی دوسرے حصے میں کسی کام سے جا سکتی ہے یا نہیں؟ سائلہ: سدرہ شاہین عطاریہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

اسلامی بہن اعتکاف کیلئے مخصوص کی گئی جگہ سے حاجتِ شرعی و طبعی کے علاوہ نہیں نکل سکتی، اگر نکلے گی اگرچہ گھر ہی کے کسی دوسرے حصے کی طرف تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ خیال رہے کہ جس طرح مرد کا اعتکاف بلا عذرِ شرعی مسجد سے نکلنے سے ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح عورت بھی اگر بلا عذرِ شرعی اس مسجدِ بیت (گھر میں نماز پڑھنے کیلئے مخصوص کی گئی جگہ جہاں اعتکاف کیا جاتا ہے) سے نکلے گی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

در مختار ور دالمحتار میں ہے: ”(وحرم علیه الخروج) ای: من معتکفه ولو مسجد البیت فی حقّ المرأة فلو خرجت منه ولو الی بیتها بطل اعتکافها لو واجباً (الّا لحاجة الانسان) “یعنی معتکف کا حاجتِ انسانیہ کے علاوہ اپنی اعتکاف کی جگہ سے نکلنا حرام ہے اگرچہ وہ عورت کیلئے مسجدِ بیت ہو، اگر عورت اپنی مسجدِ بیت سے نکلے گی اگرچہ گھر کے دوسرے حصوں ہی کی طرف تو اس کا اعتکاف باطل ہو جائے گا جبکہ وہ اعتکاف واجب ہو۔“ (1)

اسی طرح فتاوی عالمگیری میں ہے: ”اذا اعتکفت فی مسجد بیتها فتلك البقعة

1... درمختار وردّ المحتار، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ۳/ ۵۰۰-۵۰۱، ملتقطاً۔

فی حقّھا کمسجد الجماعۃ فی حقّ الرجل لا تخرج منہ الّا لحاجۃ الانسان……ولا تخرج المرأۃ من مسجد بیتھا الی المنزل ھکذا فی محیط السرخسی "یعنی جب کوئی عورت مسجدِ بیت میں اعتکاف کرلے تو وہ بقعۂ زمین اس عورت کے حق میں مرد کیلئے مسجدِ جماعت کی طرح ہے وہ اس سے حاجتِ انسانیہ کے علاوہ نہ نکلے گی……اور عورت مسجدِ بیت سے گھر کے دوسرے حصوں کی طرف نہیں نکلے گی اسی طرح محیط سرخسی میں ہے۔ (1)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کتبـــــــــــــــــــہ

اَبُوالصَّالِح مُحَمَّد قَاسِم اَلْقَادِرِی

26 ذوالحجۃ الحرام 1432ھ 23 نومبر 2011ء

اعتکاف میں بیٹھنے کیلئے مانعِ حیض ادویات کا استعمال کرنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی لڑکی اعتکاف میں بیٹھنا چاہے اور اعتکاف کے آخری ایام میں اس کے حیض کے ایام ہوں تو کیا وہ مانعِ حیض گولیاں استعمال کرکے اعتکاف میں بیٹھ سکتی ہے؟

سائلہ: ڈاکٹر فاطمہ (ڈیرہ غازیخان)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب

---

1 … فتاوی ھندیۃ، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ۱/۲۱۲، ۲۱۱، ملتقطاً۔

عورت کا مانعِ حیض گولیوں کا استعمال چاہے اعتکاف میں بیٹھنے کے لیے ہو یا کسی اور وجہ سے دونوں صورتوں میں شرعی اعتبار سے جائز ہے۔ البتہ طبّی اعتبار سے اگر ان کے استعمال سے عورت کو نقصان ہوتا ہو تو پھر اس سے اجتناب کرنا ہوگا۔ اور دورانِ اعتکاف حیض آنے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا جس کی بعد میں قضا واجب ہے۔

واضح رہے کہ گولیوں کی وجہ سے حیض نہ آئے تو حائضہ شمار نہ ہوگی حکمِ طہارت باقی رہے گا، روزہ رکھ سکتی ہے اور اعتکاف بھی کر سکتی ہے۔

طحطاوی علی الدر میں درِّ مختار کے اس قول "فیقضیه" کے تحت ہے: "سواء فسد بصنعه بغیر عذر کالخروج والجماع، والاکل والشرب فی النهار او فسد بصنعه لعذر کما اذا مرض فاحتاج الی الخروج فخرج او بغیر صنعه رأساً کالحیض والجنون والاغماء الطویل بحر" یعنی اعتکاف کا فاسد ہونا برابر ہے کہ قصداً بغیر عذر کے ہو جیسے مسجد سے باہر نکلنا، جماع کرنا، دن میں کھانا پینا۔ یا فاسد کرنا قصداً ہو عذر کی وجہ سے جیسے بیمار ہوا اور مسجد سے نکلنے کی طرف محتاج ہے تو وہ مسجد سے نکلا۔ یا فاسد کرنا اصلاً اس کے قصد سے نہ ہو جیسے حیض آجانا، جنون، اور طویل بے ہوشی طاری ہو جانا۔ بحر۔ [1]

فتاویٰ شامی میں ہے: " واما حکمه اذا فات عن وقته المعیّن، فان فات بعضه قضاه لا غیر ولا یجب الاستقبال، او کلّه قضی الکلّ متتابعاً" یعنی اس کا حکم (یعنی اعتکاف کو فاسد کرنے یا ہو جانے کا حکم) یہ ہے کہ اگر یہ وقتِ معین میں فوت ہو جائے تو اگر بعض فوت ہوا تو صرف بعض کی قضا کرنا ہو گی اور دوبارہ نئے سرے سے اعتکاف

---

1 ... حاشیۃ الطحطاوی علی الدر، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ۱/۴۷۵.

کی حاجت نہیں اور اگر کُل فوت ہوا تو لگاتار کُل کی قضا کرنا ہو گی۔[1]

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اعتکاف توڑنے کی صورت میں اسکی قضا کا حکم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: اعتکافِ نفل اگر چھوڑ دے تو اس کی قضا نہیں، کہ وہیں تک ختم ہو گیا اور اعتکافِ مسنون کہ رمضان کی پچھلی دس تاریخوں تک کے لیے بیٹھا تھا، اسے توڑا تو جس دن توڑا فقط اس ایک دن کی قضا کرے، پورے دس دنوں کی قضا واجب نہیں اور منّت کا اعتکاف توڑا تو اگر کسی معیّن مہینے کی منت تھی تو باقی دنوں کی قضا کرے، ورنہ اگر علی الاتّصال واجب ہوا تھا تو سِرے سے اعتکاف کرے اور علی الاتصال واجب نہ تھا تو باقی کا اعتکاف کرے۔

اعتکاف کی قضا صرف قصداً توڑنے سے نہیں بلکہ اگر عذر کی وجہ سے چھوڑا مثلاً بیمار ہو گیا یا بلا اختیار چھوٹا مثلاً عورت کو حیض یا نفاس آیا یا جنون و بے ہوشی طویل طاری ہوئی، ان میں بھی قضا واجب ہے۔[2]

وَاللہُ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کتبـــــــــــــــہ

اَبُو مُحَمَّد عَلی اَصْغَر العَطَّارِی المَدَنِی

11 رمضان المبارک 1434ھ 21 جولائی 2013ء

1... ردّالمحتار، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ۳/۵۰۳-۵۰۴.

2... بہارِ شریعت، حصہ پنجم، اعتکاف کا بیان، ۱/۱۰۲۸-۱۰۲۹.

مآخذ ومراجع

قرآن پاک	***	***	***
کتاب	**مطبوعہ**	**کتاب**	**مطبوعہ**
کنزالایمان	مکتبۃ المدینہ، کراچی ۱۴۳۲ھ	حاشیۃ الطحطاوی علی الدر	کوئٹہ
صحیح البخاری	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ	رد المحتار	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
صحیح ابن خزیمۃ	المکتب الاسلامی، بیروت ۱۴۱۲ھ	فتاوی رضویہ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
المبسوط	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ	بہار شریعت	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
فتح القدیر	کوئٹہ	فتاوی امجدیہ	مکتبہ رضویہ، باب المدینہ کراچی
بحر الرائق	کوئٹہ ۱۴۲۰ھ	فتاوی مفتی اعظم	شبیر برادرز، لاہور ۱۴۳۶ھ
فتح باب العنایۃ	دار الارقم بن ابی الارقم، بیروت	فتاوی نوریہ	دار العلوم حنفیہ فریدیہ، بصیر پور اوکاڑہ
در مختار	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ	فتاوی فیض الرسول	شبیر برادرز، لاہور ۱۴۱۱ھ
فتاوی ہندیۃ	دار الفکر، بیروت ۱۴۰۲ھ		

جمعہ کی ہر ہر گھڑی میں دس لاکھ کی مغفرت

حضرتِ سیدنا عبد اللہ ابنِ عبّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما سے روایت ہے کہ رحمتِ عالَم، نورِ مجسم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمانِ دلنشین ہے: "اللہ عَزَّوَجَلَّ ماہِ رمضان میں روزانہ افطار کے وقت دس لاکھ ایسے گنہگاروں کو جہنّم سے آزاد فرماتا ہے جن پر گناہوں کی وجہ سے جہنّم واجب ہو چکا تھا، نیز شبِ جُمعہ اور روزِ جُمعہ (یعنی جُمعرات کو غروبِ آفتاب سے لے کر جُمعہ کو غروبِ آفتاب تک) کی ہر ہر گھڑی میں ایسے دس دس لاکھ گنہگاروں کو جہنّم سے آزاد کیا جاتا ہے جو عذاب کے حقدار قرار دیئے جا چکے ہوتے ہیں۔" (کنز العمال، ۴/۲۲۳، الجزء الثامن، حدیث: ۲۳۷۱۶)

فتاویٰ اہلسنّت
احکامِ زکوٰۃ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جُمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتِماع میں رِضائے الٰہی کیلئے اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ❁ سنّتوں کی تربیت کے لئے **مَدَنی قافلے** میں عاشِقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ ''**فکرِ مدینہ**'' کے ذَرِیعے **مَدَنی انعامات** کا رِسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جَمع کروانے کا معمول بنالیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔'' اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ۔ اپنی اِصلاح کے لیے ''**مَدَنی انعامات**'' پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے ''**مَدَنی قافلوں**'' میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ

ISBN 978-969-579-856-0
0101578

MC 1286

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net